آہ! مولانا سید محمد شمس الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ

محترم سید سمیع الدین حقانی

دنیا میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کا وجود ملت کے لیے حیات ہوتا ہے اور ان کا عمل رہنما اور ہر ہر قول اصول کا درجہ رکھتا ہے۔

ایسی ہستیاں جب جاتی ہیں تو اپنے پیچھے ایسے ان مٹ نقوش چھوڑ جاتی ہیں جو آنے والی نسلوں کو صدیوں تک راہ دکھاتی ہیں۔ ایسی ہستیوں میں سے مولانا سید محمد شمس الدین شہیدؒ کا اسم گرامی بھی ہے۔

مولانا شمس الدین شہید نے سنہ 1948ء کو صوبہ بلوچستان کے ضلع ژوب میں ایک سید خاندان میں آنکھ کھولی۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے والدِ محترم مولانا سید محمد زاہد صاحب سے حاصل کی اور بعد ازاں میٹرک گورنمنٹ ہائی اسکول ژوب سے امتیازی نمبر لے کر پاس ہوئے۔ میٹرک کے بعد علوم دینیہ کے حصول کے لئے رخت سفر باندھا۔ ابتدائی درجات کراچی کی مشہور درسگاہ جامعہ بنوری ٹاؤن میں پڑھے اور بعد میں قدیم علمی درسگاہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تشریف لے گئے اور وہاں مولانا عبدالحق صاحب سے علمی فیض حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ روحانی پیاس بھی بجھائی۔

مولانا صاحب جہاں علمی میدان میں اپنے تمام ہم مکتب ساتھیوں میں نمایاں تھے اسی طرح اخلاقی دیانت داری اور خدا ترسی میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ مولانا عبدالحق صاحب نے آپؒ میں ان خداداد صلاحیتوں کا ادراک کیا اور آپ پر خاص نظر شفقت فرمائی۔ اور آپؒ تمام ہم مکتب ساتھیوں کے مقابلے میں نظر خاص کے مستحق ٹھہرے۔ مولانا محترم نے سندِ فراغت پاکستان کے مشہور محقق اور امام اہل سنت شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب سے حاصل کی۔ اور وفاق المدارس العربیہ سے نمایاں پوزیشن حاصل کر کے کامیاب ہوئے۔ سندِ فراغت کے حصول کے بعد علمائے حق کے ساتھ عملی سیاست میں حصہ لیا۔ 1970ء کے الیکشن میں نوابوں کو ایسی شکست فاش دی کہ وہ کئی نسلوں تک یاد رکھیں گے۔ مذکورہ حلقہ (ژوب) پر کسی کی مجال نہ تھی کہ وقت کے سرداروں اور نوابوں کے خلاف آواز اٹھاتے اور الیکشن لڑتے۔ مگر مولانا کی جرأت کو سلام کہ ان کو ہر میدان میں عبرت کا نشانہ بنایا۔ جمعیت اور نیپ کے اتحاد سے صوبے میں مشترکہ حکومت بنی اور مولانا شہیدؒ بلوچستان کی قانون ساز اسمبلی کے ڈپٹی اسپیکر مقرر کیے گئے۔ مولانا صاحب نے اپنے عملی کردار سے یہ ثابت کیا کہ علماء ہر میدان کے شہ سوار اور ملت کی قیادت کے حق دار ہیں۔ مولانا شہیدؒ نے صوبے کے تمام غیر اسلامی قوانین کو آئینی سطح پر چیلنج کیا اور انہیں اسلامی قوانین بنانے کے لیے سعی کی۔ جس کے نتیجے میں صوبے میں شراب، بے حیائی، فحاشی و عریانی پر پابندی عائد کی گئی۔ آئین ساز صوبائی اسمبلی میں اپنے کردار سے بے دین اور طاغوتی قوتوں کو یہ باور کرایا کہ اب ان کو جلد اپنا بستر گول کرنا پڑے گا۔ آپؒ وہ مرد آہن ہیں جس نے پہلی مرتبہ گورنر ہاؤس میں اذان دے کر باجماعت نماز ادا کی۔ اور یہ باور کرایا کہ صوبے کے بااثر حلقے اب اسلام کے عملی نفاذ کے لیے سرگرم ہوں گے اور جلد از جلد اسلام کا عملی نظام اس سرزمین میں نافذ ہوگا۔ اس عملی جدوجہد میں آپ کو کئی مرتبہ پابند سلاسل کیا گیا۔ میدانِ سیاست اور عملی کردار سے روکنے کے لیے وقت کے فرعونوں نے اپنی سعی ناتمام کی مگر وہ آپ کا بال تک بیگانہ کر سکے۔ آپ کو مختلف طریقوں سے ہٹانے کی کوشش کی گئی۔ کبھی دھمکیاں، کبھی دولت کی لالچ، کبھی جلاوطنی کی دھمکی اور کبھی آپ کی راہ روکنے کی کوشش کی۔ ایک مرتبہ تو آپ کو اغوا کر کے نامعلوم مقام پر منتقل کیا گیا اور مہینوں تک وہاں نظر بند رکھا گیا۔ اور مولانا کے قول کے مطابق انہیں مختلف لالچ دیے گئے۔ یہاں تک کہ آپ کو تاحیات بلوچستان کا وزیر اعلیٰ بنانے کی پیش کش کی گئی۔ مگر آپ نے یہ کہہ کر اس پیشکش کو رد کر دیا کہ جو کوئی ایک بار اللہ تعالیٰ کا بندہ بن جائے وہ پھر کسی اور کا بندہ نہیں بن سکتا۔ مولانا موصوف نے تحریک ختم نبوت میں کلیدی کردار ادا کیا۔ قادیانیوں کے خلاف جو تحریک اٹھائی گئی وہ آپ نے ضلع ژوب سے اٹھائی۔ ان بدبختوں نے فورٹ سنڈیمن میں تحریف شدہ قرآن مجید تقسیم کیے جس کا نوٹس لیتے ہوئے مولانا صاحب نے اور علاقے کے عوام نے ایک مہینے تک ژوب شہر کا محاصرہ کیے رکھا۔ جس کے نتیجے میں حکومت کو مجبوراً گھٹنے ٹیکنے پڑے۔ اور مجبوراً پاکستان کے قانون میں یہ لکھنا پڑا کہ کوئی شخص بھی خود کو قادیانی ظاہر کر کے ژوب میں داخل نہیں ہو سکتا۔ آج بھی یہ قانون موجود ہے کہ کوئی مرزائی یا قادیانی خود کو ظاہر کر کے ژوب میں داخل نہیں ہو سکتا۔ مولانا صاحب کے کارنامے کسی سے پوشیدہ نہیں، نہ ملنے پر تو ہر کوئی صابر اور قانع ہوتا ہے اور موقع آنے پر خود کو قابو میں کرنے والے خال خال ملتے ہیں۔ آپ کی اسلامی دوستی اور باطل پر دبدبہ کسی سے مخفی اور پوشیدہ نہیں۔ آپ نے جاتے جاتے بھی کرامت دکھائی۔ جب مولانا صاحب کو دشمن جھکا نہ سکے اور ہر کوشش میں ناکام ہوئے تو مولانا کے خلاف کرائے کے قاتلوں کو استعمال کیا۔ جنہوں نے صادق اور جعفر کا کردار ادا کرتے ہوئے مولانا صاحب کو شہید کر دیا۔ آپ کی کرامت یہ تھی کہ جب آپ کو دفن کرنے لگے تو زمین اور آسمان پہ ایسا نظارہ دیکھنے میں آیا کہ لوگ انگشت بدنداں رہ گئے۔ مولانا شہیدؒ کی قبر مبارک پر آسمان سے پھول برسنے لگے اور چھوٹی بڑی آنکھ نے اس کا مشاہدہ کیا۔